II ظالموں پر نہ افسوس کرے کوئی II

الدولۃ الاسلامیہ کے مجاہدین رافضی نصیری پائلیٹوں کو ذبح کرتے ہوئے ۔

شیخ ابو محمد العدنانی حفظہ اللہ نے خیانت، غدر اور دھوکے کی صحوات برپا ہونے کی ابتدا میں ہی انتہائی واضح انداز میں تمام لوگوں کو توبہ کی تلقین کرتے ہوئے کہا تھا کہ اپنے رب کے حکم کو پہچانو اور واپس اپنے دین کی طرف پلٹ آؤ اور بلا جواز حق کی مخالفت مت کرو۔ اور ہم تمھاری طرف سے ہونے والے ہر ظلم کو معاف کر دیں گے قطع نظر اس سے کہ تم نے ہم میں سے کتنے لوگوں کو ہی کیوں نہ قتل کیا ہو۔ ورنہ یاد رکھو کہ ہمارے پاس شام و عراق میں ایسی فوجیں موجود ہیں جو خون پیتی ہیں اور

شدت کی خونریزی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے اور جن کو مرتدین اور صحوات کے خون سے بڑھ کر اور کوئی شہ لذیذ نہیں۔

چناچہ اب تمام حجتیں پوری ہو چکی ہیں اور روشن دلیل اور واضح برہان کے ساتھ صفوں میں تفریق پیدا ہو چکی ہے اور خلیفتہ المسلمین کی پکار پر مؤمنین کی تلواریں نیام سے باہر ہیں۔ پس ہر شخص یہ اچھی طرح جان لے اور اپنا محاسبہ کر لے کہ وہ کس خندق میں کھڑا ہے ۔ سو اب جو زندہ رہے گا تو واضح دلیل پر اور جس کو موت آئے گی تو واضح دلیل پر۔ اور ظالموں پر نہ افسوس کرے کوئی۔

خلافت علی منہاج النبوۃ کے سپاہیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنھم کے راستے پر چلتے ہوئے کفار و مرتدین کی گردنیں اُڑا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کو پورا کیا اور اسی فیصلے کو اختیار کیا جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر پسند فرمایا۔

پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے (الانفال ۔ ٦٧)

شیخ انور العولاقی رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت جو ابھی نوخیز ہو اور وہ زمین میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے

جدوجہد کر رہی ہو تو ایسی صورتحال میں اس کو کفار پر اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کفار کی خوب خونریزی کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ قتل کیا جائے۔

اس موقعہ پر ہم آپ کو اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ایک عظیم غزوہ کی یاد دہانی کروانا چاہتے ہیں اس امید پر کہ شائد کہ ہمارے قلوب میں نرمی پیدا ہو، اور شائد کہ ہمارے گرد و غبار سے اٹے ہوئے صدر کو کچھ شرح نصیب ہو اور کاش کے ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی حقیقت کو اُس طرح سے پہچانیں جیسےاُس کو پہچانے کا حق ہے۔ یہ وہ عظیم غزوۃ ہے جس میں کم و بیش ۸۰۰ کفار کو مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی اور ان کے مقابلے میں کفار کی نصرت کرنے جیسے جرم پر سخت ترین سزا سے دوچار کیا گیا اور پورے قبیلے کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ یہ وہ کفار تھے جن کو اس سے قبل امان حاصل تھا لیکن عین حالتِ جنگ میں مومنین کے خلاف کفار کی نصرت کرنے پر اللہ کے حکم کے تحت ذبح کر دیا گیا۔

آج کے مرتدین کی مشابہت اور کردار بنی قریظہ کی مانند ہے اور ان کا بعین وہی جرم ہے جس کے ارتکاب پر بنی قریظہ پرسخت حکم نافذ ہوا بلکہ اگر ہم غور کریں تو ان کا جرم تو ان سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی مسلمانوں کی جماعت سے عہد شکنی کرنا اور ان کے مقابلے میں کفار کی مدد و نصرت کرنا، نہ صرف خفیہ بلکہ اعلانیہ طور پر۔ اور شریعت کا مطالبہ کرنے والے ہزاروں مہاجرین و انصار کو کفار کی حمایت میں قید و قتل کرنا ان کے گھروں پر حملہ آور ہونا اور ان پر زمین کو تنگ کرنا۔

نبی رحمت و نبی الملحمہ کی قیادت میں کفار کا قتلِ عام
(غزوہ بنی قریظہ)

بنی قریظہ کی عہد شکنی:

جنگِ احزاب کے موقع پر بنی قریظہ کے یہودیوں نے امن کا وہ معاہدہ توڑ دیا تھا جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور یہ کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور حئی ابنِ اخطب نے ایک قاصد کو قریش کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اپنے ایک ہزار آدمیوں کا دستہ اس کے پاس بھیج دیں اور اسی طرح ایک پیغام قبیلہ غطفان کی طرف بھیجا تھا کہ ان کے بھی ایک ہزار آدمییوں کا دستہ ان کے پاس آجائے تاکہ مدینہ کو تاراج کیا جاسکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیقِ حال کے لیے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ کے اس فرمان پر یہ حضرات بنی قریظہ پہنچے جہاں انہیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ عہد شکنی کر چکے ہیں، چناچہ جب اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا معاہدہ یاد دلایا گیا تو کہنے لگے کہ کون رسول اللہ؟ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

غزوہ کے لیے تیاری اور سفر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندک سے واپس تشریف لائے تو یہ دوپہر کا وقت تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور غسل شروع کیا ابھی سر کے ایک ہی

حصے پرپانی ڈالا تھاکہ حضرت جبریل علیہ السلام سیاہ رنگ کا ریشمی عمامہ باندھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیے ہیں جب کہ ابھی فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کے مقابلے کے لیے کوچ کریں میں بھی وہیں جا رہا ہوں اور میرے ساتھ کچھ دوسرےفرشتے بھی جا رہے ہیں، ہم اُن کے قلعوں کو ہلا ڈالیں گے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ "میرے اصحاب بہت تھکے ہوئے ہیں اس لیے آپ انہیں کچھ دن کی مہلت دے دیں!" جبرئیل علیہ السلام نے کہا، "آپ فوراً اُن کی جانب بڑھیے، اللہ کی قسم میں انہیں پیس کر پامال کر دوں گا، اور میں اپنا یہ گھوڑا ان کے قلعوں میں گھس کر ان پر چڑھا دوں گا اور ان سب کو نیست و نابود کر دوں گا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ بکتر اور گلوبند لگایا، اپنے دستِ مبارک میں نیزہ تھاما، تلوار گلے میں حمائل فرمائی اور گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے جس کا نام یعفور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دوسرے لوگ بھی ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر سوار موجود تھے جن کی تعداد تین ہزار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے کر بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ اور ان کے لیے فیصلہ:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلعوں اور حویلیوں کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے یہودیوں کے کچھ معزز لوگوں کو بلند آواز سے پکارا تاکہ وہ آپ کی آواز سن لیں، اور فرمایا،

"اے خنزیروں اور بندروں کے بھائیوں! اور اے غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں! کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی بربادی نازل فرما کر تم کو رسوا اور ذلیل نہیں فرما دیا؟"
غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات تک بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔ بنی قریظہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نباش ابنِ قیس کو قاصد بنا کر بھیجا اور کہلوایا کہ جس شرط پر آپ نے بنی نظیر کو جانے کی اجازت دے دی تھی اسی پر ہمیں بھی دے دیجئے کہ سوائے ہتھیاروں کے جو سامان اونٹوں پر بار ہو سکے وہ لاد کر ہم یہاں سے جلا وطن ہو جائیں گے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون معاف کرنے اور ان کی عورتوں اور بچوں کولونڈی و غلام نہ بنانے سے انکار فرما دیا۔ تب یہود نے دوسرا پیغام بھیجا کہ اچھا نہ ہم مال و اسباب لے کر جائیں گے اور نہ ہتھیار لے جائیں گے اور نہ ہی اور کوئی چیز لیں گے، صرف اپنی جانیں بچا کر لیجانا چاہتے ہیں مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی انکار فرما دیا، اور کہلایا کہ وہ اللہ کے رسول کے حکم پر باہر نکل آئیں۔ آخر نباش یہی حکم لے کر واپس آگیا۔

غرض آخربنی قریظہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپ کے پاس حاضر ہوگئے اور آپکے حکم پر ان لوگوں کو باندھ کر ان کی مشکیں کس دی گئیں اور ان سب کو ایک طرف جما کر دیا گیا۔ ایک قول کے

مطابق ان کے تعداد سات سو سے آٹھ سو کے درمیان تھی۔ اس کے بعد یہودی عورتوں اور بچوں کو حویلیوں سے نکال کر ایک طرف جمع کیا گیا، ان بچوں اور عورتوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ قبیلہ اوس جو کہ اسلام سے قبل بنی قریظہ کےدوست اور حلیف تھے کو خیال پیدا ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا فیصلہ ان کے حلیف قبیلہ خزرج کے حوالے فرما دیا تھا اور عبداللہ ابن ابی ابن سلول کی سفارش پر ان کی جلاوطنی کی شرط پر جان بخشی کر دی تھی، اسی طرح پر بنی قریظہ کی بھی جان بخشی کرکے ان کا فیصلہ ہمارے حوالے فرما دیں گے۔ مگر جب قبیلہ اوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کووہ رعایت دینے سے انکار فرما دیا جو بنی قینقاع کو دی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس والوں سے فرمایا کہ اے گروہ اوس! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان یہودیوں کا فیصلہ تمہارے ہی قبیلہ کا کوئی آدمی کردے۔ اوسیوں نے کہا بے شک ہم راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ شخص سعد ابن معاذ (رضی اللہ عنہ) ہیں، یعنی جو قبیلہ اوس کے سردار ہیں وہ ان یہود کے متعلق جو بھی فیصلہ چاہیں کر دیں۔

سعد ابن معاذ سے قبیلہ اوس والوں کی سفارش:

قبیلہ اوس کے لوگ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے میں پہنچے ، جو کہ غزوہ خندق میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت سعد کو اٹھا کر ایک گدھے پر سوار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ راستے میں وہ اپنے سردار سے کہتے

جاتے تھے کہ اے ابو عمرو! اپنے غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا،
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے متعلق فیصلے کا
اختیار اسی لیے دیا ہے کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ لہذا
آپ یہودیوں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کیجئے۔ غرض جب قبیلہ اوس کے
انصاری اسی طرح سعد رضی اللہ عنہ سے برابر اصرار کرتے رہے تو انہوں
نے کہ

:
"سعد کے لیے وہ وقت آچکا ہے کہ اللہ کے معاملےمیں اب اسے کسی
ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہے!"

یہ سن کر ان کی قوم کے بعض لوگوں نے ان کے ہونے والے فیصلے کا
اندازہ کر لیا اور کہا ہائے یہودی قوم! آخر سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! ان لوگوں کے متعلق
فیصلہ کرو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں سے کہا، "اس بارے میں تم
لوگوں کو میں اللہ کے نام کا عہد دے کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے بارے
میں میرا فیصلہ آخری اور قطعی ہو گا"۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

اس کے بعد سعد بن معاز رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا،

"میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مردوں میں سے ہر اس شخص کو قتل کر

دیا جائے جس کے زیرِ ناف بالوں پر اُسترا لگ چکا ہے۔ ان کا مال بطور مالِ غنیمت کے لے لیاجائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا جائے"۔

یہ فیصلہ سن کر رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ان لوگوں کے بارے میں سات آسمانوں کے اوپر اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

قتل کے فیصلے کی تکمیل:

اس کے بعد رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف واپس ہوئے، پھر آپ مدینے کے بازار میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے گڑھے کھدوائے۔ اس کے بعد آپ نے یہودی قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔
چناچہ قیدیوں کو وہیں کھدے ہوئے گڑھوں کے پاس لایا گیا اور ایک ایک کی گردن مار کر اُن کو گڑھوں میں ڈالا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے قتل سے فارغ ہو گئے۔ بنی قریظہ کا یہ قتل آگ کی روشنی میں کیا گیا۔ اِن لوگوں کی لاشوں کو گڑھوں میں گرا کر اس پر مٹی ڈال دی گئی۔ ان لوگوں کے قتل کے وقت ان کی عورتیں چیخ چیخ کر رونے لگیں، انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، بال نوچ لیے اور منہ پیٹ لیے اور سارا مدینہ ان کی چیخ و پکار اور گونج و بکاء سے گونج اُٹھا۔ یہودیوں کے اس قتل کے نگران حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے۔

جو شخص اس قتلِ عام کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس سے راضی نہیں ہے:

مولف کہتے ہیں کہ کتاب امتاع میں ہے کہ سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حباب ابن منذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قبیلہ اوس کے لوگ یہودیوں کے اس قتل عام کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اوس کے قبیلے میں ایک شخص بھی اس پر ناخوش نہیں ہے، اسی میں خیر ہے اور جو شخص اس کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس سے راضی نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت اسید رضی اللہ کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اوسیوں کا کوئی گھرانہ ایسے نہ چھوڑیئے جس میں یہ یہودی قتل کے واسطے تقسیم نہ ہو جائیں۔ چناچہ ان یہودیوں کو انصاریوں میں تقسیم کیا گیا اور انہوں نے ان کو قتل کیا۔

اس طرح بنی قریظہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی کیونکہ غزوہ احزاب کے موقع پر جب وہ تیر سے زخمی ہوئے تھے تو انہوں نے اللہ سے دعا مانگتے ہوئے کہا تھا کہ کہ، اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک بنی قریظہ کے انجام سے میرے آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و فضیلت:

غرض ایک روز اسی زخم کی بنا پر سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ آخر

رات میں جبرئیل علیہ السلام ریشمی موتیوں کا عمامہ پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پوچھنے لگے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ کون صالح مرد ہے، یہ کس کی میت ہے جس کی روح کے استقبال کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اور جس کی وجہ سے عرشِ الٰہی ہل گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی لاش کو جب اٹھایا گیا تو اس وقت لاش بہت ہلکی ہو گئی تھی حالانکہ سعد رضی اللہ عنہ بھاری جسم کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارے علاوہ ملائکہ بھی ان کو اٹھانے والوں میں شامل ہیں، ان کے لیے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے تھے جو انکے جنازے کے ساتھ تھے جس میں بہت سے فرشتے وہ تھے جو اس دن کے علاوہ کبھی زمین پر نازل نہیں ہوئے تھے۔
(بحوالہ علامہ ابن علی برہان الدین حلبی رحمہ اللہ کی 'انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون' المعروف سیرتِ حلبیہ)